ماہنامہ
حنا
ستمبر 2019

جلد: 41 شمارہ: 9
ستمبر 2018
قیمت: 80 رو

بانی: سردار محمودؒ
مدیر اعلیٰ: سردار طاہر محمود
مدیرہ: تسنیم طاہر
نائب مدیران: ارم طارق
تحزیم محمود
مدیرہ خصوصی: فوزیہ شفیق
قانونی مشیر: سردار طارق محمود (ایڈوکیٹ)
آرٹ ایڈیٹر: کاشف گوریجہ
اشتہارات: خالدہ جیلانی
افراز علی نازش

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلامیات

سردار طاہر محمود نے نواز پرنٹنگ پریس سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ حنا 205 سرکلر روڈ لاہور سے شائع کیا۔
خط و کتابت و ترسیل زر کا پتہ، **ماهنامه حنا** پہلی منزل محمد علی امین میڈیسن مارکیٹ 207 سرکلر روڈ
اردو بازار لاہور فون: 042-37321690, 042-37310797 ای میل ایڈریس،
monthlyhina@hotmail.com, monthlyhina@yahoo.com

قارئین کرام! ستمبر 2019ء کا شمارہ پیش خدمت ہے۔

پاکستان کی تاریخ میں ستمبر کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا، چھ ستمبر 1965ء جب پڑوسی ملک نے حملہ کیا اور پاکستانی قوم کا وہی جوش اور جذبہ سامنے آیا، جس نے پاکستان کے قیام کا معجزہ کر دکھایا تھا۔ کامل یک جہتی، مکمل اتحاد، ہم سب ایک قوم تھے اور ہماری پہچان مسلمان اور پاکستان، پاکستان کے دشمنوں نے بھانپ لیا، جب تک ہماری صفوں میں اتحاد ہے، ہمیں شکست دینا ممکن نہیں، اسی لئے ان کا اگلا نشانہ ہمارا اتحاد بنا۔

پاکستان دولخت ہوا، ہم بہت مشکل ادوار سے گزرے، لیکن اللہ کا کرم ہے کہ پاکستان ایک بار پھر مستحکم ہو رہا ہے، امن وامان کی صورت حال بہت بہتر ہوئی ہے اور دیگر شعبوں میں بھی تبدیلی آ رہی ہے۔

راتوں رات کچھ بھی تبدیل نہیں کیا جاسکتا، تبدیلی خواہش اور کوشش کا عمل ہے، ہماری نیت، ہمارا انتخاب ہی زندگی کا رخ متعین کرتا ہے، اصل فیصلہ تو قادر مطلق کے ہاتھ میں ہے، لیکن کامیابی کے راستے پختہ ارادے نیک نیتی، صاف دلی اور جہد مسلسل سے عبارت ہیں۔

مثبت سوچ اور نیک نیتی ہمارے راستوں کا چراغ ہے جو منزل کی طرف رہنمائی کرتی ہے، اتار چڑھاؤ، خوشی، غم، اندھیرا، اجالا، زندگی ہمیں ہر رنگ دکھاتی ہے اور کامیاب وہی ہیں جو ہر رنگ میں جینے کا ڈھنگ جانتے ہیں، جنہیں وقت کے ساتھ چلنے کا ہنر آتا ہے اور موسم کی ہر کروٹ کے ساتھ سمجھوتے کی راہ اپناتے ہیں، کامیابی مشکل ضرور ہوتی ہے، ناممکن نہیں۔ آج اگر زندگی میں کوئی دکھ، تکلیف یا پریشانی ہے تو یقین رکھیں کہ وقت ہمیشہ ایسا ہی نہیں رہے گا۔

<u>**دعائے مغفرت:۔**</u> ستمبر کا مہینہ آتے ہی دل کو ایک ٹیس سی لگتی ہے یہ سوچ کر کہ وہ تاریخ پھر قریب آ رہی ہے جس دن میری والدہ مرحومہ ہمیں اداس چھوڑ کر خالق حقیقی سے جا ملی تھیں۔

سترہ ستمبر کو میری والدہ مرحومہ کی آٹھویں برسی ہے میری قارئین سے التماس ہے کہ ان کے ایصال ثواب کے لئے دعا کریں اللہ کریم جنت الفردوس میں ان کے درجات بلند کرے آمین۔

<u>**اس شمارے میں:۔**</u> بشریٰ سیال اور حنا اصغر کے مکمل ناول، فاطمہ خان، فرحت انصاری اور خدیجہ اسحٰق کے ناولٹ، سائرہ مشال، فصیحہ آصف، ثناء کنول اور عنبرین ابدال کے افسانے، ام مریم اور سدرۃ المنتہیٰ کے سلسلے وار ناولوں کے علاوہ حنا کے سبھی مستقل سلسلے شامل ہیں۔

آپ کی آرا کا منتظر
سردار طاہر محمود

قریب ہے رگ جاں سے مگر دکھا نہ سکا
وہ دل میں آیا، سمجھ میں مگر سما نہ سکا

گناہ کا بوجھ ہے سر پر گرا ہوں سجدے میں
پڑا وہ بار مرے سر پہ کہ میں اٹھا نہ سکا

سمجھ میں آ نہیں سکتی حقیقت معبود
بشر تو اپنی بھی ہستی کا راز پا نہ سکا

بنائے سینکڑوں معبود یوں تو انساں نے
وہ برگ و غنچہ یا مور و مگس بنا نہ سکا

بشر کو تو نے نوازا، یہ فضل ہے تیرا
سروش منزل سدرہ سے آگے جا نہ سکا

ہے پھول سجدے میں، حالت سے اس کی تو واقف
بہائے اشک مگر حال دل سنا نہ سکا

تنویر پھول

مہکتے چمن ہو، رسولؐ امیں ہو
سینے میں جن کے قرآن مبیں ہو

ابر کرم بھی ہو، بحر سخا بھی ہو
مہربان رب کا فضل مبیں ہو

فراست و حکمت میں ثانی نہیں ہے
کوئی بشر چاہے کتنا ذہیں ہو

ہو راحت جاں بھی پیام اماں بھی
دل کی تمنا ہو، دل کے قریں ہو

رسولؐ خدا ہیں، یہ پہچان ان کی
باتوں پہ جن کی سب کو یقیں ہو

سجے میں گر کر قیامت کے دن بھی
سب کو بخشش کا طالب نذیر مبیں ہو

محمد زبیر

پیارے نبی کی پیاری باتیں

ادارہ

نذر (ماننے) کے مسائل اللہ کی اطاعت

سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طائف سے لوٹنے کے بعد (مقام) جعرانہ میں تھے تو کہا۔

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نے جاہلیت میں ایک دن مسجد حرام میں اعتکاف کرنے کی نذر کی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟''

''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جا اور ایک دن کا اعتکاف کر۔''

سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خمس میں سے ایک لونڈی ان کو عنایت کی تھی جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب قیدیوں کو آزاد کر دیا تو سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی آوازیں سنیں، وہ کہہ رہے تھے۔

''ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آزاد کر دیا۔''

سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا۔

''یہ کیا کہہ رہے ہیں؟''

تو لوگوں نے کہا کہ۔

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیدیوں کو آزاد کر دیا ہے۔''

تو سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (اپنے بیٹے سے) کہا۔

''اے عبداللہ! اس لونڈی کے پاس جا اور اس کو بھی چھوڑ دے۔''

(مسلم)

نذر، پورا کرنے کا حکم

سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مسئلہ پوچھا

''میری ماں پر نذر تھی اور وہ اس کے ادا کرنے سے پہلے ہی مرگئی۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''اس کی طرف سے تو ادا کر دے۔''

خود کو مشکل میں ڈالنا

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔

''میری بہن نے نذر مانی کہ بیت اللہ تک ننگے پاؤں پیدل جائے گی۔''

تو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھنے کا کہا۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''پیدل بھی چلے اور سوار بھی ہو۔''

سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بوڑھے کو دیکھا جو اپنے دونوں بیٹوں کے درمیان تکیہ لگائے جا رہا تھا۔

انشاء نامہ

باندھ کر شادی

ابن انشاء

ایران میں آذربائیجان کے گورنر نے منادی کرادی ہے کہ ملک بادشاہ کا، خلقت خدا کی اور حکم میرا، آج کے بعد سے ان پڑھ کو دلہن نہیں ملے گی، اگر کوئی شخص ناخواندہ ہے تو بیوی کی طرف سے بھی درماندہ رہے گا۔

ہمیں معلوم نہیں یہ حکم کس نیت سے جاری کیا گیا ہے، نیت نیک ہی ہوگی لیکن ہمیں تو یہ پڑھ کر کرشن چندر کی کہانی "بدصورت راجکماری" یاد آئی، کہانی کی ہیروئن لاڈوں پلی راجکماری ویسے تو گنوں کی تھلی تھی، پانچ انگلیاں پانچوں چراغ، لیکن وہ جو کہتے ہیں کہ شکل وصورت میں بس آدمی کا بچہ تھی، بڑا بڑا راجکمار ہمہ تن اشتیاق آتا تھا اور راجکماری کے رخ زیبا کی ایک جھلک دیکھ کر پہلی گاڑی یا پہلی رتھ یا پہلے گھوڑے سے واپس چلا جاتا تھا، اس زمانے میں ضرورت رشتہ کا اشتہار دینے کا رواج نہ تھا، کیونکہ اخبار ہی نہ تھے، لہٰذا یا تو عقل کے اندھے گانٹھ کے پورے راجکمار طوطے مینا سے یا کسی آتے جاتے سے کسی راجکماری کے حسن کا شہرہ سن کر غائبانہ عاشق ہو جایا کرتے تھے یا راجے مہا راجے سوئمبر رچایا کرتے تھے اور یاران نکتہ داں کو صلائے عام دیا کرتے تھے، شاید سیتا کا سوئمبر تھا جس میں یہ شرط تھی کہ جو شخص نیچے پانی میں عکس دیکھ کر اوپر گھومتی ہوئی مچھلی کی آنکھ میں تیر مارے گا، اسے سیتا کا ڈولا اٹھانا ہوگا، رام جی نے آگے چل کر اپنی زندگی میں اور کوئی تیر مارا یا نہ مارا، اس امتحان میں ضرور پاس ہو گئے، اس سے ضمناً یہ بھی معلوم ہو کہ اس زمانے میں راجکماروں کو مداری کے کرتب بھی سیکھنے پڑتے تھے، سیدھی سیدھی شمشیر زنی اور گھوڑے کی سواری کافی نہ تھی۔

خیر ہم کہانی کہتے کہتے پٹری سے اتر گئے، ہاں تو ان راجکماری صاحبہ کے ابا حضور یعنی راجہ صاحب نے بھی بیٹی کا سوئمبر رچایا، امیدوار کو ایک سوال کا جواب دینا ہوتا تھا اور گھوڑے کی سواری کر کے دکھانا ہوتا تھا، بہت سے لوگ جنہوں نے شہزادی کی جھلک دیکھ لی تھی، انٹرویو میں آئے ہی نہیں، ایک بے چارا کہ تاب گریختن نہ رکھتا تھا، پکڑا آیا، راجہ جی کے مہا منتری نے اس سے سوال پوچھا کہ "وہ کون سا جانور ہے جس کی ایک دم اور چار ٹانگیں ہیں اور جو بھونکتا ہے۔" امیدوار، جس کی نظروں میں راجکماری کا جمال جہاں افروز بسا ہوا تھا، بہت دیر سوچ کر بولا۔

"کبوتر۔"

درباریوں نے جو شہزادی سے گلو خلاصی کرانے پر تلے ہوئے تھے واہ واہ، سبحان اللہ کے ڈونگرے برسائے، اب اس غریب نے گھوڑے پر چڑھتے وقت دانستہ نیچے گرنے کی کوشش کی لیکن درباریوں نے اٹھا کر کاٹھی پر بٹھا دیا بلکہ باندھ دیا، وہ پھر بھی ہاتھ ہلا ہلا کر کچھ کہنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن شادیانے اس زور سے بجنے شروع ہو گئے تھے کہ کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔

لوگ اپنی شخصی آزادی کے تحفظ کے لئے کیا

دل گزیدہ

اُم مریم

اکانویں قسط کا خلاصہ

خولہ کی حقیقت جان لینے کے بعد قدر کو ماں سے ہمدردی محسوس ہوتی ہے، خولہ البتہ قدر کی حمدان سے چلنے والی چپقلش سے مزید پریشان ہو چکی ہے۔
حمدان روشنی کے اصرار پر اس سے ملتا ہے مگر آئندہ ملاقات پہ پابندی بھی لگا دیتا ہے۔
خولہ حمدان کو فون کر کے ملاقات کی گزارش کرتی ہے۔
برسوں قبل کیا گیا فیصلہ سلیمان کو اذیت و اضطراب میں مبتلا کر رہا تھا، انہیں پچھتاوا تھا کہ انہوں نے ایزد کے ساتھ بد سلوکی کی، ایزد کی موت انہیں بے قرار کیے ہوئے تھی۔
منیب چوہدری کی زندگی میں بڑی اور ہلا دینے والی تبدیلی آئی ہے، نیناں کے اوپر قانون کی گرفت کے بعد اس کی منیب سے مدد کی اپیل ان کی برسوں سے بند آنکھیں کھول دیتی ہے، منیب پلٹ کر غانیہ کی طرف آتے ہیں تو زندگی تمام تر خوبصورتی کے ساتھ انہیں خوش آمدید کہتی ہے۔

بانویں اور آخری قسط

اب آپ آگے پڑھیے

ادھورا افسانہ
سائرہ مشال

زندگی تیرے تقاضے اگر آسان ہوتے
کتنے آباد جزیرے ہیں کہ ویراں ہوتے
تو نے دیکھا ہی نہیں پیار سے ذروں کی طرف
آنکھ ہوتی تو ستارے بھی نمایاں ہوتے

''تم سن رہے ہو نا میری بات؟'' دوسری جانب چھائی جامد خاموشی پر اس نے جھلاتے ہوئے پوچھا۔

''ب...... بعد میں بات کرتے ہیں ابھی میں......''

''حقیقت سے فرار کے بہانے مت ڈھونڈو بات ہوگی ابھی اور اسی وقت۔'' دوسری جانب بوجھل آواز اور کپکپاتے لہجے میں کیے جانے والے عذر کو اس نے بڑی سردمہری سے رد کیا۔

''پلیز یار بلیوی میں ڈرائیو کر رہا ہوں اس ٹائم۔'' ایک موہوم سے امید کے سہارے بڑی بے بسی سے کہا۔

''او کے مجھے بھی کوئی لمبی چوڑی بات نہیں کرنی تم سے بس اتنا کہنا تھا کہ تم خود انکار کر دو، ہمارا کوئی میل نہیں میں اتنا آگے نکل چکی ہوں جہاں سے تم تو کیا تمہاری پرچھائی بھی مجھے نظر نہیں آتی زمین اور آسمان کا فرق ہے ہم دونوں میں۔'' اس نے بری بے رحمی سے ہوا کے دوش پہ رکھے ٹمٹماتے دیے کو ایک ہی پھونک سے بجھا دیا، اس کی آنکھوں میں زمین آسمان گھومنے لگے، بجھے دیے سے اٹھتے کسیلے دھویں نے آنکھوں کو دھندلا دیا آنسوؤں کی دھند میں ساری کائنات اندھیری ہوئی اور اگلے ہی پل......

☆☆☆

ہانیہ سکندر ملک، پکی سیاہی سے جلی حروف میں لکھے ہوئے اپنے نام کو بلند آواز میں پڑھتے ہوئے تفاخرانہ نظروں سے حسیب کی طرف دیکھا۔

جو دونوں ہاتھوں کو آپس میں جوڑے لبوں سے لگائے متبسم نظروں سے اس کی سمت دیکھ رہا تھا، اس کے چہرے پہ حیرت کی عدم دستیابی نے ہانی کو اچنبھے میں ڈالا۔

''یہ واقعی میری لکھی تحریر ہے۔'' اس کے نارمل تاثرات کو بے یقینی پر محمول کر کے اس نے گویا اپنے تئیں یقین دلانے کی سعی کی۔

''جانتا ہوں میں خود دو دن سے تمہارے فون کے انتظار میں تھا کہ کب تم مجھے فون کر کے یہ خبر پہنچاؤ گی پر لگتا ہے اس بار تم نے رسالہ لیٹ لیا۔'' وہ مسکراتے ہوئے بڑے اطمینان سے گویا ہوا، ہانی کی حیرت دو چند ہوئی تھی۔

''دو دن سے میرے فون کے انتظار میں تھے، مطلب تمہیں پہلے سے خبر تھی میری سٹوری پبلش ہونے کی۔'' اس کے خوشگوار لہجے میں حیرت کے ساتھ بے یقینی بھی نمایاں تھی۔

''جی جناب عالیہ ہم ہر خبر کی خبر رکھتے ہیں۔'' وہ مزاحیہ انداز میں کہنے لگا۔

''یہ تم کب سے خواتین کے رسالے پڑھنے لگے ہو۔'' ہانی اسے مشکوک نظروں سے دیکھتی پوچھنے لگی، گویا یقین کرنے میں اب بھی متامل تھی۔

کمبخت عشق نے نکما کر دیا
ورنہ آدمی میں بھی تھا بڑے کام کا

حسیب نے جواباً بڑی ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے اس کے پسندیدہ شاعر کی شاعری کا کباڑا کیا۔

''ویسے یہ کب کی بات ہے مجھے تو پورا ماضی کنگال دینے پر بھی دور دور تک تمہارا کوئی ایسا عظیم الشان قابل فخر یا قابل ذکر کارنامہ یاد نہیں پڑتا۔'' ہانی نے اس کے پڑھے جانے والے شعر

وہ اک نگاہ
بشریٰ سیال

صحن میں لگے پیڈسٹل فین کی آوازیں اس کے اعصاب پر ہتھوڑے کی طرح برس رہی تھیں، پنکھے کے سب سے آگے ماجد کی چارپائی تھی، جس پر بیٹھا وہ سمری کورٹے لگا رہا تھا، پریہا ابھی کچھ دیر قبل کتابیں سمیٹ کر اندر سے اٹھ کر آئی تھی اور اپنی چارپائی پر لیٹی تھی، تاروں بھرے آسمان پر نگاہیں جمائے وہ سوچوں کے تانے بانے بن رہی تھی۔

ماجد کے ساتھ والی چارپائی پر ابا بیٹھے تھے اور حقے کے کش لگا رہے تھے، وہ جب دھواں فضا میں چھوڑتے تو عجیب سی بو پھیل جاتی، ان کے ساتھ والی چارپائی پر اماں گڑیا کو ساتھ لٹائے سو رہی تھیں اور سب سے آخر میں اس کی چارپائی تھی، جس پر پیڈسٹل کی ہوا بھی نہ پہنچنے کے برابر تھے، اس کا ذہن اس وقت گہری سوچوں کی آماجگاہ بنا ہوا تھا، اس کو اپنے اردگرد موجود ہر انسان، چیز اور آواز سے شدید نفرت محسوس ہو رہی تھی، اس نے ایک حقارت آمیز نگاہ اکھڑے پلستر والی سیلن زدہ دیواروں پر ڈالی اور چادر سر تک تان لی۔

"یہ مجھے کیا ہو رہا ہے؟" اس کے دل میں سے آواز اٹھی تھی، جس کا فی الحال اسے کوئی جواب نہ سوجھ رہا تھا، اسے کیا ہو رہا تھا، وہ اپنی کیفیت خود بھی سمجھنے سے قاصر تھی، چند دن پہلے تک سب کچھ ٹھیک تھا، وہ اپنی زندگی سے خوش اور مطمئن تھی، اپنے گھر کے چھوٹے سے صحن کی طرح اس کے بہت سادہ اور چھوٹے سے خواب تھے، خواہشیں تھیں، اپنوں کی محبتیں تھیں، امتیاز (منگیتر) کی چاہت کا مان اور غرور تھا، مگر یونیورسٹی کے پہلے دن، حدید ملک پر پڑنے والی پہلی نظر نے اس کا سکون غارت کر دیا تھا، اس کے خوابوں میں آگ لگا دی تھی، اس کی شکر کرنے

مکمل ناول

اک موسم کی دوستی کا

حنا اصغر

''تم چپ رہو سکندر میں چاہوں تو یہی اپنے بھائی کے قاتل کو مار سکتا ہوں لیکن میں ایسا نہیں کروں گا۔''

''نہیں بہرام میں بلال کے بغیر مر جاؤں گی تم ایسا نہیں کر سکتے، بہرام پلیز۔'' وہ زارو قطار روئی تھی جبکہ بہرام پرسکون لہجے میں بولا تھا۔

''میں یہی چاہتا ہوں تم مر جاؤ ماورا جیسے میں مرا ہوں۔'' وہ سفاکی سے کہہ رہا تھا، اس نے جھپٹنے کے سے انداز میں بلال کو کھینچا تھا، اماں جان اور بھابھی نے چھڑانے کی سعی کی تھی لیکن بے سود وہ ایک بپھرے ہوئے انسان کی منتشر قوتوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھیں حتیٰ کہ وہ بلال کو لے کر چلا گیا تھا، کہاں کس کو بھی نہیں پتہ چلا تھا نہ ہی کسی نے معلوم کرنے کی کوشش کی تھی، کیونکہ بہرحال اس خاندان پر قتل کا قرض موجود تھا۔

''اور میں تب سے اب تک اس کو تلاش کرتی ہوں ہر جگہ ہر مقام پر۔'' وہ اس کو دیکھنے لگی تھیں ان کی آنکھیں آنسوؤں سے تر تھیں مہران نے انتہائی ہمدردی سے ان کی جانب دیکھا تھا کہ اس سفر میں اذیت وہ وحشت کے پل صراط طے کر کے بھی وہ نامراد و ناکام رہی تھیں، گھر کا ہر فرد ان کو سائیکو کہتا تھا کسی نے اس سائیکو پن کے پیچھے اصل بی بی گل کو جاننے کی کوشش ہی نہیں کی تھی۔

☆☆☆

اگلے دن وہ اور سبرینہ شہر کے لئے روانہ ہو گئے تھے موبائل جو شہر والے گھر میں ہی بھول گیا تھا اس پر اس پر عائزہ کی لاتعداد مس کال اور میسج دیکھ کر وہ حیران رہ گیا تھا، اس نے فوراً اسے کال بیک کی تھی، دوسری بیل پر کال ریسو کر لی گئی تھی عائزہ نے بے صبری سے ہیلو کہا تھا، مہران نے سکون کا سانس لیا تھا اور صوفے پر نیم دراز ہو کر گر گیا تھا۔

مکمل ناول

دوسرا اور آخری حصہ

اداس کر جیا رے

فاطمہ خان

تھوڑی دیر بعد وہ واپس آئی تو ہاتھ میں دودھ کا گلاس تھا۔

''یہ تو پی لیں۔''

''ماہم میں لیٹ ہو رہا ہوں، جانا ہے مجھے، بہت زیادہ۔''

''اتنی جلدی ہے جانے کی۔'' وہ اس کی بات کاٹ کر عجیب لہجے میں بولی، ارمغان اسے دیکھ کر رہ گیا۔

''اچھا بس اب سینٹی (اداس) مت ہو۔'' وہ دودھ اس کے ہاتھ سے لے کر پینے لگا اور کچھ بچا کر اس کی طرف بڑھایا۔

''یہ تم پیو، سنا ہے محبت بڑھتی ہے اس سے۔'' وہ مسکرا کر اپنا بیگ تیار کرنے لگا، ماہم دو گھونٹ پی کر چپ چاپ اس کے جوتے نکالنے لگی۔

''ماہم!''

''جی!'' وہ مڑی۔

''پلیز اداس مت رہا کرو یار۔'' ماہم چند پل دیکھتی رہی پھر کچھ بھی کہے بغیر دوبارہ کام میں لگ گئی، آنسو خود بخود رخساروں پر بہہ نکلے، وہ ارمغان کی طرف پیٹھ کر کے خاموشی سے رونے لگی۔

ناولٹ

''جلدی کرو یار میں لیٹ ہو رہا ہوں۔'' وہ بہت جلدی میں تھا، ماہم جوتے اس کے سامنے رکھنے لگی، وہ جلدی جلدی پہننے لگا، اسے پتہ نہیں کیا جلدی تھی، وہ چپ چاپ کھڑی بس اسے تیار ہوتا دیکھتی رہی۔

''او کے اللہ حافظ، اپنا خیال رکھنا اور رونا بالکل نہیں۔'' وہ جانے کے لئے تیار تھا، ماہم سر ہلا کر رہ گئی۔

''مانی!'' وہ نکلنے ہی لگا تھا جب ماہم نے آواز لگائی، وہ مڑ کر دیکھنے لگا۔

''کہو میری جان!''

''اپنا خیال رکھیں گا بہت سارا۔'' جانے کیوں وہ بولی تھی۔

محبت خوشی گمان

فرحت انصاری

پھر ساون رت کی پون چلی تم یاد آئے
پھر پتوں کی پازیب بجی تم یاد آئے
پھر کونجیں بولیں گھاس کے ہرے سمندر میں
رت آئی پیلے پھولوں کی تم یاد آئے
پھر کاگا بولا گھر کے سونے آنگن میں
پھر امرت رس کی بوند پڑی تم یاد آئے
دن بھر تو میں دنیا کے دھندوں میں کھویا رہا
جب دیواروں سے دھوپ ڈھلی تم یاد آئے

محبت جیسا پاکیزہ جذبہ وفا اور اعتماد سے گندھا ہے اگر اس میں اعتبار وفا نہ ہو تو یہ پاکیزہ جذبہ جلد مرجھا جاتا ہے اس کی کھوکھلی جڑیں اس کے کمزور وجود کا بار زیادہ دیر تک نہیں سہار سکتی ہیں، محبت کا جذبہ ہے ہی ایسا، اس میں نور و چمک وفاداری سے ہی پیدا ہوتا ہے، اگر اسے گھن لگ جائے تو محبت مرقد بن جاتی ہے، جس میں محبت زندہ دفن ہو جاتا ہے۔

''ارہم بیٹا!'' وہ کمرے میں گھپ اندھیرا کیے راکنگ چیئر کی بیک سے سر لگائے آنکھیں موندے کسی گم گشتہ یاد کو کھوجنے میں محو تھا، یادیں کسی آسیب کی مانند اس کے دل و دماغ سے چمٹی

ناولٹ

رہتی ہیں اور وہ بھی ان سے پیچھا نہ چھڑانا چاہتا تھا کہ یہی یادیں تو اس کی متاع حیات تھیں۔

''ارہم بیٹا!'' قدسیہ احمد نے اس کی خاموشی سے گھبرا کر کمرے کی تمام لائٹس آن کر دیں، کمرہ چھناکے سے روشنی میں نہا گیا۔

''دادو!'' اس کی مندی آنکھیں روشنی سے چندھیا گئیں، وہ برا سا منہ بنا کر رہ گیا۔

''ارہم بیٹا! تم کب تک اس کی یادوں کے سہارے جیو گے۔'' وہ لاڈلے پوتے کے غم سے رنجیدہ افسردگی سے گویا ہوئیں، وہ بے ساختہ ان سے نظریں چرا کر رہ گیا تھا۔

''دادو پلیز۔'' وہ محبوب کی بے ادبی پہ تڑپ

معراج محبت

خدیجہ اسحٰق

رات کی تاریکی میں ہر سو سناٹا چھایا ہوا تھا، جیسے یہاں کوئی ذی روح موجود ہی نہ ہو اس پر سکون ماحول میں میوزک کی مدھم آواز نے ارتعاش پیدا کیا تھا، اس نے آئینے میں دیکھتے ہوئے ایک بھرپور نظر اپنے وجود پر ڈالی لیکن اس کی نظریں اپنے سر پر موجود تاج پر جم سی گئیں، اس نے ہاتھ بڑھا کر تاج میں لگے خوبصورت نیلے ہیرے کو چھوا اس کے ہونٹ بے اختیار مسکراہٹ میں ڈھل گئے، رات ہونے کے باوجود ہر سو روشنی تھی جیسے ابھی ابھی سورج نکلا ہو اس سب کے باوجود اس لڑکی کے تاج کی چمک ہر ایک چیز کو ماند کر رہی تھی، اس نے سر سے پیر تک موجود اپنے ملکہ جیسے شاہی لباس کو دیکھا اور تفاخر سے گردن اکڑائی یہ فخر یہ غرور اس پر جچتا بھی

ناولٹ

تو بہت تھا، اس کی بڑی بڑی غزالی آنکھیں ہر ایک کو اپنے اندر قید کر لینے کی طاقت رکھتی تھیں اور سونے پر سہاگہ اس کی دلکش مسکراہٹ تھی، اگر اسے زمین پر اتری ہوئی کوئی حور کہتے تو غلط نہ ہوتا، وہ واقعی ایک حور تھی کوئی اس کا نام مسلسل پکار رہا تھا اس نے اپنا شاہی لباس دونوں ہاتھوں سے تھاما اور بے نیازی سے چلنا شروع کر دیا، تبھی اس کی آنکھ ایک جھٹکے سے کھلی۔

''ارے حورعین بیٹا آ جا اور کتنا سوئے گی دیکھ دوپہر ہو گئی ہے۔'' اس کی ماں کوثر اسے اٹھاتے ہوئے بولیں، حورعین کو کچھ وقت لگا تھا یہ سمجھنے کے لئے کہ وہ خواب تھا حقیقت نہیں، وہ کوئی بھی جواب دیئے بغیر پاؤں میں جوتا ڈالتی باہر نکل گئی، وہ کتاب پڑھ رہی تھی نا جانے کس وقت اس کی آنکھ لگ گئی اور وہ خواب نظر آیا۔

''آہ...... وہ خواب۔'' اس نے دھندلے اور گندے شیشے میں اپنا عکس دیکھا اس کا ہاتھ بے اختیار اپنے سر کی جانب گیا جہاں کوئی تاج نہ تھا،

فصیحہ آصف

کہر میں ڈوبی شام نے اداسی کے سارے رنگ جمع کر رہے تھے، مسلسل برف باری ہو رہی تھی، ٹیرس پر کہنیاں ٹکائے، وہ برف کے نرم، نرم چھوٹے چھوٹے گولوں کو برستا دیکھ رہی تھی، اس سے بے نیاز کہ اتنی سخت سردی میں وہ اپنے گالوں پہ متواتر آنسو گرتے محسوس کر سکتی تھی، مگر اک نامحسوس سے احساس کے پیش نظر اب اشک شوئی اتنی کر چکی تھی کہ جانے کب آنسو گرتے اور خشک ہو جائے۔

اس کہر میں بھی اس کے اندر شرارے سے لپک رہے تھے، اک طوفان تھا جو اس کی بے کلی میں مسلسل اضافہ کر رہا تھا، لحہ بہ لحہ وہ شمع کی مانند پگھل رہی تھی، کہ اک ٹھٹھراتی لہر نے اسے جھنجھوڑ سا دیا۔

''اف۔'' اس نے یکدم سر تھام لیا تھا، یہ شام اسے کسی دہکتی آگ کی طرح لگ رہی تھی، جس میں اس کے سارے خواب جل گئے تھے۔

اپنے پیچھے دروازہ کھلنے کی ہلکی آواز پر اس نے اپنا بھیگا چہرہ جلدی سے صاف کیا، مگر رمشہ کی نظریں اسے اشکبار ہوتا دیکھ چکی تھیں، ایک دکھ رمشہ کے اندر ہی اتر گیا۔

''بیا۔'' رمشہ نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے محبت سے پکارا، تو وہ رخ موڑ کر اس کے ساتھ لگ کر ہچکیاں لے کر رو پڑی، تب رمشہ اس کی پشت پر ہاتھ پھیرتے ہوئے نرم لہجے میں بولی، بیہ کا جسم کانپ رہا تھا اور وہ سرتا پا یخ ہو رہی تھی۔

''بیہ اتنی ٹھنڈ میں کیوں یہاں آئی ہو، دیکھو تو کتنی برف پڑ رہی ہے، میرا تو اندر برا حال ہو رہا تھا اور تم یہاں۔''

''پھر روئی ہو ناں تم بہت سارا۔'' رمشہ اسے سامنے کھڑا کر کے اس کا رویا چہرہ اور متورم آنکھیں دیکھ کر دکھ سے بولی۔

''کیا...... کیا کروں پھر میں، اس کی یادیں اتنی سردی میں بھی منجمد نہیں ہوتیں، میرے اندر یادوں کے الاؤ بھڑک رہے ہیں اور میں اس ان دیکھی آگ میں جل رہی ہوں۔'' وہ بھبھک کر رو پڑی۔

رمشہ اسے ساتھ لگائے، اس کے سسکتے وجود کو کسی کانچ کی طرح سنبھالے اندر آ گئی، آتشدان میں سلگتی لکڑیوں نے اندر کا ماحول بے حد گرم کر رکھا تھا باہر جتنی سردی تھی، اندر اسی قدر تپش تھی، جو جسم کو بھلی لگ رہی تھی، ضرورت بھی تھی، مگر بیہ کو کون سمجھائے، جس کے اندر بھانبھڑ جل رہے ہوں ان پر اس کڑاکے کی سردی کیا اثر کرتی۔

''بیہ!'' رمشہ نے نم آنکھوں سے سرخ چہرہ اور آنکھیں لئے بیہ کو غور سے دیکھا جو کافی سے زیادہ کمزور ہو چکی تھی، وہ اندر کا کرب چھپا کر نرمی سے گویا ہوئی تو بیہ نے بے بس سی نگاہیں رمشہ پر جمائیں بنا بولے، بس ہوں کہا اور ٹشو سے بھیگی آنکھیں صاف کرنے لگی۔

''خود کو سنبھالو بیہ، اپنے لئے نہ سہی، آنے والے کے لئے ہی۔'' رمشہ کا اشارہ کس جانب تھا، وہ اچھی طرح جانتی تھی، اتنے میں ملازمہ چائے کے دو بڑے گرما گرم بھاپ اڑاتے مگ لے کر آ گئی، خوشبو مہکتا ماحول یکدم ذرا سا تبدیل ہوا۔

''بابا جان اور اماں جان کو چائے دی آپ نے؟'' رمشہ نے ادھیڑ عمر مگر مضبوط قد کاٹھ کی پہاڑی عورت گل بی بی سے دھیمے انداز میں پوچھا۔

''جی بیٹا، صاحب جی تو پڑھنے والے کمرے میں ہیں اور آپا بیگم اپنے بستر پر۔'' وہ

ثنا کنول

کچھ انسانوں کے نصیب میں صرف دکھ درج ہوتے ہیں، ان کا پیدا ہونا دکھ، ان کا جینا دکھ، ان کا کھانا دکھ، ان کا پینا دکھ، اور ان کا رہنا بھی صرف اور صرف دکھ۔

اور یہ دکھ انہیں خود کو نہیں ہوتا بلکہ یہ دکھ تو ان کے ''اپنوں'' کو ہوتا ہے۔

''بھلا اپنوں کو کیسا دکھ۔'' درخت نے نفی میں سر ہلاتے کہا۔

''کیوں کیا اپنوں کے غیر بننے میں دیر لگتی ہے۔'' پتے نے طنزیہ پوچھا۔

''مگر......؟'' اس نے کچھ کہنا چاہا جسے روک دیا گیا۔

''اگر مگر کیا تم نور کی نہیں جانتے کیا اس کے دکھوں سے انجان ہو۔'' اس کی ویران آنکھیں اجڑا وجود کس طرح ''اپنوں'' کی دی اذیتوں میں جکڑا لمحہ بہ لمحہ فنا ہو رہا ہے۔

پتوں نے دکھ سے جھاڑو لگاتی نور کو دیکھا درخت نظریں چرا گیا۔

''وہ دیکھو۔'' اس نے گھورا درخت کھسیا کر نور کو دیکھنے لگا، جو تیز دھوپ کی پرواہ کیے بغیر ننگے پیر بہتے پسینے سے صحن چمکانے میں لگی تھی، ویران چہرہ ویران سا حلیہ اور۔

''اس کے اپنے کون ہیں۔'' درخت نے اذیت سے پوچھا۔

پتے طنزیہ مسکرائے۔

''وہی جس کے اس نے بچپن سے خواب دیکھے تھے جس کو لمحہ بہ لمحہ سوچا کرتی تھی، یہیں اس درخت کے پاس بیٹھ کر کبھی مسکراتی تو کبھی گنگنا دیتی اس کی وہ شوخ نگاہیں جن میں وہ بستا تھا۔'' وہ رکا درخت بے چین ہو اٹھا۔

''وہ کون؟''

''فیض......'' سرسراتی ہوا سے سنبھل کر جواب دیا، تیز گرم ہوا اسے بوکھلا سی گئی۔

اور درخت نے تاسف سے نور کو دیکھا جو اب کچرا جمع کیے بے دھیانی میں اس سے کھیل رہی تھی۔

''نور کیا ہو رہا ہے یہ۔'' مہناز بھابھی کی پاٹ دار آواز پہ وہ چونکی ہاتھ بوکھلاہٹ میں پیچھے کیے اور شرارتی ہوا نے کچرا دور تک اس کچے صحن میں بکھیر دیا، جسے نور دکھ سے دیکھتی رہ گئی۔

''وہ چھوٹی بھابھی میں......'' بوکھلا کر کچھ کہنا چاہا۔

''تم کہاہاں......صبح سے اسی صحن کو چمکانے کا ڈرامہ کر رہی ہو کہ کہیں علی اور منی کو نہلانا نہ پڑے جائے جانتی تو ہو کہ میرا فیورٹ ڈرامہ آنے والا ہے دو لمحے سکھ سے بیٹھ کر دیکھنے کا سواد نہیں ہے اور......'' کمر پہ ہاتھ رکھے وہ نجانے کیا کیا کہہ رہی تھیں اور ساکت کھڑی نور لفظ ''سکھ'' کا مطلب سمجھنے میں ہلکان ہونے لگی۔

''بہری ہو گئی ہو کیا۔'' آگے بڑھ کر پتھر رسید کیا کمر پر۔'' وہ بلبلا اٹھی نظریں بے اختیار دوکان سے اندر داخل ہوتے بڑے بھائی پہ پڑیں۔

''ہاہ بھائی بہنوں کا مان۔''

عبرین ابدال

"اس مسئلے کا حل ہمیں جلد از جلد ڈھونڈنا ہوگا، ورنہ تو......!!!"

افزین نے بے چینی سے اپنی مخروطی موی انگلیاں مروڑتے ہوئے، انتہائی پریشانی کے عالم میں بڑبڑا کر کہا۔

"یہ امی اور چچی کو بھی اچھی بھلی پرسکون زندگی اچھی نہیں لگ رہی، لے کر نیا شوشا چھوڑ دیا۔" ظفریب علی بھی پچھلے آدھے گھنٹے سے سر تھامے بیٹھا تھا۔

"کچھ سوچا۔" پر امید نظروں سے اپنے سامنے ٹہلتے ظفریب سے سوال کیا، وہ پل بھر کو رکا، اس کی جانب دیکھ کر نفی میں سر ہلا دیا۔

"یار بندہ طبیعت اور مزاج دیکھ کر رشتہ کرتا ہے، امی کو اچھا بھلا پتا بھی ہے کہ تم میرے ٹائپ کی نہیں ہو، مگر پھر بھی زور وشور سے بیانگ دہل رشتے کو نہیں ڈائریکٹ شادی کی تاریخ رکھنے کی بات گردش ایام ہے۔" ظفریب نے منہ بنا کر کہا۔

"پلیز اتنی گاڑھی اردو بولنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔" افزین نے ہاتھ اٹھا کر ظفریب سے کہا اور پھر سے سوچ میں ڈوب گئی۔

"ویسے مجھے تو سخت مسئلہ ہے، تمہاری روک ٹوک اور حاکمانہ طبیعت سے تمہیں کیا مسئلہ ہے، مجھ سے شادی کرنے میں۔" افزین نے مدبرانہ انداز میں سوال کیا۔

"سبحان اللہ قربان جاؤں تمہارے سوال پہ۔" ظفریب نے اس کے سامنے پڑے صوفے پہ بیٹھتے ہوئے اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورا۔

"مجھے بھی کب تم نے حکم چلاتے اور روک ٹوک میرا مطلب ہے بے جا روک ٹوک کرتے دیکھا، جو بات غلط ہے، اس پہ ٹوکنا فرض ہے۔" ظفریب نے اسے گھورتے ہوئے جواب دیا۔

"اللہ ابھی تم روک ٹوک نہیں کرتے، توبہ توبہ مت جھوٹ بولو، چھت گر جائے گی اور میرا بھری جوانی میں اس دنیا سے دار فانی میں جانے کا بالکل بھی موڈ نہیں، ابھی میں نے دیکھا ہی کیا ہے؟" افزین نے دکھی ہو کر کہا۔

"میرا خیال ہے ہم جس بات کو ڈسکس کرنے بیٹھے ہیں، اسی پہ فوکس کریں امی کو بھی لے کر پورے جہان میں تم پسند آئیں، مجھے زندگی سکون سے گزارنی ہے، بے چینی سے نہیں، تم جیسی پٹاخہ ٹائپ لڑکی پرسکون جگہ کو پل بھر میں جہنم بنانے میں ماہر ہوتی ہے۔" ظفریب نے بڑبڑا کر اپنے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے جیسے خود سے کہا۔

"کیا مطلب؟" افزین جو خلاف معمول پچھلے پچیس منٹ سے آرام سے بیٹھی بڑی تمیز سے گفتگو کر رہی، یوں اچھلی، جیسے کسی بچھو نے ڈنک مار دیا ہو۔

"ایک بات میری یاد رکھنا جس سے میری شادی ہو گی نا، ایک تو وہ انتہائی لکی ہوگا، کیونکہ اسے میں جو ملوں گی اور دوسرے وہ بے چینی سے نہیں آرام وسکون سے زندگی گزارے گا۔"

القرآن

☆ اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو گن نہ سکو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور جو کچھ تم چھپاتے اور جو کچھ ظاہر کرتے ہو اللہ سب سے واقف ہے۔ (نحل۔۱۹،۱۸)

☆ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو حکمت کے ساتھ پیدا کیا ہے کچھ شک نہیں کہ ایمان والوں کے لئے اس میں نشانی ہے۔ (عنکبوت۔۴۴)

☆ اگر یوں ہو کہ زمین میں جتنے درخت ہیں قلم ہوں اور سمندر (کا تمام پانی) سیاہی ہو، اس کے بعد سات سمندر اور (سیاہی ہو جائیں) تو اللہ کی باتیں (یعنی اس کی صفتیں) ختم نہ ہوں، بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے۔ (لقمان۔۲۷)

سارا حیدر، ساہیوال

استغفار

حضرت ابو سعید رضوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ۔

"جب شیطان مردود ہو گیا تو اس نے کہا کہ اے رب تیری عزت کی قسم میں تیرے بندوں کو ہمیشہ بہکاتا رہوں گا، جب تک ان کی روحیں ان کے جسموں میں رہیں گی۔"

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا! کہ مجھے قسم ہے اپنی عزت و جلال کی اور اپنے اعلیٰ مقام کی جب تک وہ مجھ سے استغفار کرتے رہیں گے، میں ان کو بخشتا رہوں گا۔ (احمد)

ساجدہ احمد، ملتان

روزی دینے والا

حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب نماز پڑھتے تو خوف خدا اور تعظیم شریعت سکے سبب آپ کے سینے کی ہڈیوں سے اس قدر چرچراہٹ کی آواز نکلی کہ لوگ اس آواز کو بخوبی سن لیتے، ایک دن حضرت ایک امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے، جب نماز سے فارغ ہوئے تو امام نے حضرت سے پوچھا۔

"اے شیخ! آپ کوئی کام نہیں کرتے نہ کسی سے سوال کرتے ہیں آپ کھاتے کہاں سے ہیں؟"

حضرت نے فرمایا۔

"ٹھہرو میں نماز کا اعادہ کرلوں کیونکہ جو شخص روزی دینے والے کو نہیں جانتا اس کے پیچھے نماز جائز نہیں۔"

صفہ خورشید، لاہور

انمول باتیں

☆ راستوں کی ویرانی اور جلتی دھوپ سے ڈرنے والے منزل تک نہیں پہنچ سکتے۔

☆ جہاں سے گزرو پھول برساتے جاؤ تاکہ تمہیں اپنی واپسی پر بڑا سا باغ دکھائی دے۔

☆ اپنی پہلی بازی جیتنے کے نشے میں دوسری بازی ہارنا پڑتی ہے

☆ زندگی ایک کٹھن سفر ہے جس کی منزل موت ہے۔

☆ اگر تم نے ہر حال میں خوش رہنے کا فن سیکھ لیا ہے تو یقین کرو زندگی کا سب سے بڑا فن سیکھ

مریم انصاری ---- سکھر

جہاں سوال کے بدلے سوال ہوتا ہے
وہیں محبتوں کا زوال ہوتا ہے
کسی کو اپنا بنانا ہنر میں لیکن
کسی کا بن کے دکھانے کمال ہوتا ہے

....

کتنے ناداں تھے طوفان کو کنارہ سمجھا
کتنے بے جان سہاروں کو سہارہ سمجھا
کتنے کم ظرف تھے وہ لوگ جو ساحل پہ تھے
ہم کو ڈوبتے دیکھا اور نظارہ سمجھا

....

کسی نے جب بھی وفاؤں کی بات کی ہو گی
تیری نگاہ مجھے ڈھونڈتی رہی ہو گی
تیرے خلوص سے شکوہ فضول ہے دوست میرے
میرے خلوص میں شاید کمی رہی ہو گی

عزہ فیصل ---- قصور

ہر حال میں ہر درد میں تابندہ رہوں گا
میں زندہ جاوید ہوں پائندہ رہوں گا
تاریخ میرے نام کی تعظیم کرے گی
تاریخ کے اوراق میں آئندہ رہوں گا

....

جب سے تیرے نام کر دی زندگی اچھی لگی
تیرا غم اچھا لگا تیری خوشی اچھی لگی
تیرا پیکر تیری خوشبو تیرا لہجہ تیری بات
دل کو تیری گفتگو کی سادگی اچھی لگی

....

موسم موسم بس اک سپنا یاد رہا
صدیاں جس میں سمٹ گئیں وہ لمحہ یاد رہا
قوس قزح کے ساتوں رنگ تھے اس کے لہجے میں
ساری محفل بھول گئی اک چہرا یاد رہا

نورانور ---- فیصل آباد

ساری دنیا میں میرے جی کو لگا ایک ہی شخص
ایک ہی شخص تھا ایسا باخدا ایک ہی شخص
درجہ کفر سہی مدح جمال جاناں ......
دل کی پوچھو تو خدا سے بھی بنا ایک ہی شخص

....

محبتوں میں ہر اک لمحہ وصال ہوگا یہ طے ہوا تھا
بچھڑ کے بھی اک دوسرے کا خیال ہوگا یہ طے ہوا تھا
وہی ہوا ناں کہ بدلتے موسموں میں تم نے ہم کو بھلا دیا ہے
کوئی بھی رت ہو نہ چاہتوں کا زوال ہوگا یہ طے ہوا تھا

....

کبھی کی ہو گی سورج نے چاند سے محبت
تبھی تو چاند میں داغ ہے
ممکن ہے کہ چاند سے ہوئی ہو گی بے وفائی
تبھی تو سورج میں آگ ہے

فاریہ سلیم ---- شرقپور

جو بھی دیتا ہے زخم دیتا ہے
کس قدر با اصول ہیں یہ لوگ

....

طوفاں کی دشمنی سے نہ بچتے تو خیر تھی
ساحل سے دوستی کے بھرم نے ڈبو دیا

....

وہ جو سہتا رہا رت جگوں کی سزا چاند کی چاہ میں
مر گیا جب تو نوحہ کناں تھے شجر چاند خاموش تھا

ساراحیدر ---- ساہیوال

س: درد جب حد سے بڑھ جاتا ہے تو؟

ج: دوا وہ جاتا ہے۔

س: آج کل کے لڑکے کس بات سے ڈرتے ہیں؟

ج: شادی سے۔

س: پہلی سی محبت میرے محبوب نہ مانگ؟

ج: کہ میں اب کنگال ہو گیا ہوں۔

س: رات کو آسمان پر ستارے کیوں نکل آتے ہیں؟

ج: تاکہ تم جو دن بھر زمین پر چاند ڈھونڈتے رہے ہو، اب ستارے بھی دیکھ لو۔

س: جی کسی مہرباں نے آکے میری زندگی؟

ج: جہنم بنادی کیوں ٹھیک ہے نا۔

س: محبت کیا ہے؟

ج: تمہیں اتنا بھی پتہ نہیں۔

ساجدہ احمد ---- ملتان

س: ع غ جی کیسے مزاج ہیں؟

ج: ٹھیک ہیں ویسے کوئی تو ڈھنگ آیا تمہیں۔

س: گرمیاں آگئیں ہیں؟ کیا آپ نے محسوس کیا؟

ج: میں نے بہت پہلے ہی محسوس کر لیا تھا، تم نے شاید اب کیا ہے۔

س: مجھے گرمیاں بہت بری لگتی ہیں اور گرمی بہت لگتی ہے کیا کروں؟

ج: جلنا چھوڑ دیں۔

س: ویسے آپ باتیں بڑی سیانی کرتے ہیں؟

ج: شکریہ تعریف کرنے کا۔

س: کسی غلط فہمی میں نہ رہیں؟

ج: کس بات کی۔

س: توبہ ہے آپ بھی نہ بس؟

ج: چلو آپ نے توبہ تو کی اپنی غلطیوں پر۔

صفہ خورشید ---- لاہور

س: آپ سے تو بولنا ہی نہیں چاہیے؟

ج: یہ ہی تو ہم چاہتے ہیں خدا حافظ

س: دیکھیں میں پھر آ گیا، میں اتنا عرصہ غیر حاضر رہا آپ نے مجھے مس کیا؟

ج: غیر حاضری کی وجہ کیا تھی۔

س: اب میں سوالات کا آغاز کرنے لگا ہوں، رونی شکل مت بنا لیجئے گا؟

ج: یہ میری شکل نہیں ہے غور سے دیکھو آئینہ ہے تمہارے سامنے۔

س: تم دور سہی مجبور سہی پر یاد تمہاری آتی ہے تم سانس وہاں پر لیتے ہو بدبو یہاں تک آتی ہے؟

ج: حیرت ہے کوڑے کے ڈھیر میں رہتے ہوئے بھی تمہیں بدبو آجاتی ہے۔

س: عین غین جی یہ جو آپ کے سر پر وسیع و عریض چمکتا صاف شفاف میدان ہے کیا ہم اس میں کرکٹ کھیلنے آسکتے ہیں؟

ج: نہیں اس میں اب جوؤں کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔

س: ابھی تو میں نے مزید سوال کرنے تھے مگر یہ کیا آپ نے تو رونا شروع کر دیا، اچھا پلیز

میری ڈائری سے

صائمہ محمود

صفہ خورشید: کی ڈائری سے ایک نظم

''جنم دن پر''

سوچتی ہوں آج

اس خاص دن کی مناسبت سے

اسے کیا تحفہ دوں

پرفیوم بھیجوں

پھولوں کا مہکتا ہوا گلدستہ

یا پھر

پروین کی کتاب ''خوشبو'' بھیجوں

پھر ڈر لگتا ہے

کہ خوشبو تو خوشبو ہوتی ہے

ہر سو پھیل جاتی ہے

کہیں میرے جذبوں کی خوشبو بھی

اسے ہرجائی نہ بنا دے

عابدہ حیدر: کی ڈائری سے ایک نظم

''زندہ رہنے کی خواہش''

میں کیا لکھوں......؟

تمہارے پیار نے کیا کر دیا ہے؟

ہر طرف کچھ خوشبوؤں کے گیت رقصاں ہیں

نگاہوں پہ بہت کچھ جھلملاتی سی تصویریں امنڈتی ہیں

نظارے ہر طرف سے جگمگاتے مسکراتے سے نظر آتے ہیں جاناں

مجھے کیا ہو گیا ہے......؟

میرے آئینے میں یہ روپ کس نے ڈال رکھا ہے

میری آنکھیں ستاروں کی طرح سے ٹمٹمانا جان بیٹھی ہیں

میرے لب پھول کی نازک سی پتی کی طرح سے ڈولتے ہیں، مسکراتے ہیں

میرے بالوں میں صندل کی مہک اتری ہے

میں یہ محسوس کرتی ہوں تمہاری انگلیاں ہر پل

میرے بالوں کے الجھے ریشم کو سلجھاتی ہیں

میں یہ کیا دیکھتی ہوں......؟

ہر اک جانب تمہارے لفظ بکھرے ہیں

کچھ ایسے لفظ کہ جو میرے کانوں میں

محبت گھولتے ہیں

مجھے دیوانہ کرتے ہیں

میری شریانوں میں بہتے لہو کو جوش دیتے ہیں

میں کیا لکھوں......؟

لکھنا مجھے کچھ بھی نہیں آتا

مجھے بس علم ہے اتنا

کہ میں تیری ان آنکھوں کے شیشوں میں

ہمیشہ خود کو دیکھنا چاہتی ہوں

ہمیشہ مسکرانا، جگمگانا

زندہ رہنا چاہتی ہوں!

آصفہ نعیم: کی ڈائری سے ایک غزل

دل میں نہ ہو جرأت تو محبت نہیں ملتی
خیرات میں اتنی بڑی دولت نہیں ملتی

کچھ لوگ یونہی شہر میں ہم سے بھی خفا ہیں
ہر ایک سے اپنی بھی طبیعت نہیں ملتی

دیکھا ہے جسے میں نے کوئی اور ہے شاید
وہ کون تھا جس سے تیری صورت نہیں ملتی

علی ناصر: کی ڈائری سے ایک خوبصورت غزل

قہوہ خانے میں دھواں بن کے سمائے ہوئے لوگ

بلقیس بھٹی

قطعہ

اب کے برس پھر اس نے
لفظ اک بے دھیان لکھا ہے
اب کے پھر بیقرار کر دیا
پھر ہمیں بھائی جان لکھا ہے

سدرہ خانم، ملتان

چار چاند

چار گنجے افراد جو بڑے صحت مند تھے، بن بلائے مہمان بن کر ایک دعوت میں پہنچے اور میزبان سے کہنے لگے۔

''کیا شاندار محفل ہے؟''

میزبان نے ان کے گنجے سروں کو غور سے دیکھ کر کہا۔

''ہاں جی اور آپ نے تو آ کر ہماری محفل میں چار چاند لگا دیئے ہیں۔''

واعظ

نئے پادری نے چرچ میں پہلی مرتبہ واعظ دینے کے بعد ایک عورت سے پوچھا۔

''آپ کا میرے واعظ کے متعلق کیا خیال ہے؟''

''یہ واعظ بہت ہی اچھا تھا جناب!'' عورت نے کہا۔

''آپ کا واعظ نہایت معلوماتی تھا، اس سے قبل ہمیں گناہوں کی اتنی اقسام کا علم نہیں تھا۔''

آسیہ فرید، خانیوال

''ٹی ٹائم وِش''

چائے کے مگ سے اٹھتا دھواں
تیری یاد دلا دیتا ہے
کاش ابھی تم ساتھ جو ہوتے
باتیں کرتے، نظم سناتے
کومل سے کچھ شعر بھی کہتے
میرے گیلے بالوں میں تم
اپنے ہاتھ سے کنگھی کرتے
ٹھنڈی ٹھنڈی شام میں جاناں
میرا ہاتھ پکڑتے
چائے کے مگ کے دھویں میں سے
میرا چہرہ دیکھتے رہتے

مریم انصاری، سکھر

معجزہ

LOURDES کی زیارت گاہ سے پلٹنے والے ایک عیسائی زائر کو کینیڈی ایئرپورٹ پر کسٹم کے لئے رکنا پڑا، جب اس کی باری آئی تو اس نے کہا۔

''میرے پاس کوئی چیز غیر قانونی نہیں ہے؟''

''اس شیشی میں کیا ہے؟'' کسٹم آفیسر نے پوچھا۔

''اس میں۔'' زائر نے کہا۔

''چاہ بورڈس کا مقدس پانی ہے۔''

کسٹم آفیسر نے بوتل کھول کر اسے سونگھا اور منہ بناتے ہوئے بولا۔

''کون کہتا ہے کہ یہ مقدس پانی ہے۔'' اس نے کہا۔

''یہ تو وِسکی ہے۔''

''وِسکی؟''

شربت بادام

اشیاء

مغز بادام شیریں	دس چھٹانک
الائچی کلاں	چار تولہ
صندل سفید	آٹھ تولہ
چینی	ایک کلو
پانی	مناسب مقدار

ترکیب

سب سے پہلے مغز، بادام، الائچی، کلاں اور صندلی سفید کو کھرل میں ڈال کر سردائی بنائیں اور چھان کر رکھ لیں، اس کے بعد پانی مناسب مقدار میں لے کر قلعی شدہ برتن میں ڈال کر آگ پر چڑھائیں اور گرم ہونے پر اس میں چینی ملائیں اور ہلاتے جائیں، ایک تار کا قوام تیار ہو جانے پر سردائی ڈال کر چار تار کا قوام بنا کر نیچے اتار لیں، ٹھنڈا ہونے پر بوتلوں میں بھر لیں۔

اناناس کا شربت

اشیاء

اناناس	آٹھ چھٹانک
گلاب کا عرق	ڈیڑھ کلو
چینی دانے دار	آٹھ چھٹانک

ترکیب

پھلوں کو چھیل کر بے کار اور غیر ضروری حصہ نکال دیں، اب اناناس کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر لیں، یہ ٹکڑے پتلے ہوں تو بہتر ہے، ایسے باریک چھوٹے اور پتلے ٹکڑوں کو آٹھ چھٹانک لے کر کلو بھر گلاب کے عرق کے ساتھ آگ پر آدھ گھنٹے تک رکھ کر پکائیں اور پھر اتار لیں۔

پھلوں کو گلاب کے عرق میں ہی کچل لیں تا کہ ان کا سارا عرق نکل جائے اور پھر کپڑے سے نکال لیں، بچے ہوئے گلاب کے عرق میں چینی پکائیں تا کہ شربت حاصل ہو سکے، دس منٹ بعد اناناس کا رس اس میں ڈال دیں اور پندرہ منٹ تک اور پکنے دیں تا کہ یہ ایک جان ہو جائے، دو چھٹانک پانی میں ایک تولہ ڈال کر استعمال کریں، یہ طاقت بخش ہے اور ہاضمہ کو درست رکھتا ہے، اس شربت کے بہت سے فائدے ہیں۔

کافی، خوبانی اور دودھ کا مشروب

اشیاء

کافی ٹھنڈی کی گئی	ڈیڑھ کپ
خوبانی کا رس	ایک کپ
ٹھنڈا دودھ	آدھا کپ
کافی، آئس کریم	(بیس اونس)

ترکیب

ایک بڑے کپ میں کافی، خوبانی کا رس اور دودھ آپس میں ملائیں، اس آمیزے میں آئس کریم ڈال کر اس وقت تک پھینٹتے رہیں جب تک تمام یکجان نہ ہو جائیں، ٹھنڈے گلاسوں میں ڈال کر پیش کریں۔

شربت انگور

اشیاء

شیریں انگور کا رس	ایک کلو
چینی	ایک کلو

کس قیامت کے یہ نامے

فوزیہ شفیق

السلام علیکم!

ستمبر کے شمارے کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہیں، آپ سب کی صحت وسلامتی کی دعاؤں کے ساتھ، اللہ کریم ہم سب کو اور ہمارے پیارے وطن پاکستان کو اپنی حفظ وامان میں رکھے آمین۔

وقت کی رفتار تیز ہوئی تو تبدیلی کا عمل بھی تیز ہو گیا ہے، بہت کچھ بدل گیا ہے، سوچ، فکر، عمل، رشتے، اقدار ہر چیز تیزی سے بدل رہی ہے، تغیر ہی راز حیات ہے، صنعتی زندگی، خوف انتشار اور پریشانی نے سوچ وفکر پر منفی اثرات مرتب کیے ہیں، تیز تبدیلی کے اس عمل میں انسان پیچھے رہ گیا ہے، اس کی پہچان گم ہو گئی ہے، اس کی فطرت میں جو عنصر شامل کیے گئے ہیں، ان سے انحراف نے اسے سکون قلب سے محروم کر دیا ہے۔

انسان نے ازل سے ہی اس کائنات کو سنوارنے کے، آنے والے زمانوں کو بہتر بنانے کے، تیرگی کو روشنی میں بدلنے کے اس محدود زندگی کو لامحدود بنانے کے خواب دیکھے ہیں اور ان کی تعبیر پانے کی کوششوں نے ہی زندگی کو ترقی کی بلندیوں سے ہمکنار کیا ہے۔

عہد حاضر کی برق رفتار زندگی اور ہر لمحہ تیزی سے بدلتی دنیا میں وہ خواب دھندلا گئے ہیں، اس ہماہمی میں انسان اپنی فطرت اپنے اصل سے بچھڑ کر زندگی کی سچائیوں کی پہچان کھو بیٹھا ہے، جو کچھ ہمیں دکھایا جاتا ہے، ظاہر ہوتا ہے، ہمیں نظر آتا ہے، وہ پورا سچ نہیں ہوتا، حقیقت اس سے دور کہیں پیچھے چھپی ہوئی ہے، حقیقت تو جاننے سمجھنے اور پرکھنے کے لئے اس نظر کی ضرورت ہے جو ہر تعصب سے پا ہو اور غلط اور صحیح کی پہچان رکھتی ہو۔

اپنے ذہن سے تمام تعصبات کو نکال کر وسعتوں سے ہم کنار کیجئے ایک اچھا انسان بہت قیمتی ہوتا ہے خواہ وہ اپنا ہو یا پرایا، وہ جہاں بھی رہے، اس کے وجود کی خوشبو اردگرد کی فضا کو معطر کیے رکھتی ہے، اپنی سوچ کے دائرے کو وسیع کیجئے، تب ہی باہمی اعتماد کی فضا قائم ہو گی اور ہمیں اور بعد آنے والوں کو مستقبل کو استحکام مل سکے گا۔

اپنی دعاؤں میں یاد رکھیئے گا اپنا بہت سا خیال رکھیئے گا ان کا بھی جو آپ سے محبت کرتے ہیں آپ کا خیال رکھتے ہیں۔

آیئے آپ کے خطوط کی محفل میں چلتے ہیں حسب عادت درود پاک، تیسرا کلمہ اور استغفار کا ورد کرتے ہوئے اسی میں دنیا و آخرت کی فلاح ہے۔

یہ پہلا خط کسوال سے رابعہ سجاد کا موصول ہوا ہے وہ اپنی رائے کا اظہار کچھ یوں کرتی ہیں۔

اگست کا شمارہ عید نمبر تھا، ٹائٹل کچھ خاص پسند نہیں آیا، سردار صاحب کی دانش مندانہ باتوں سے مستفید ہوتے ہوئے حمد ونعت اور پیارے نبی کی پیاری باتوں سے دل و روح کو منور کیا، انشاء جی کی محفل میں پہنچے اور انشاء کی شاعری کا مزہ لیا، آگے بڑھے اور "دل گزیدہ" کے آنگن میں ام مریم قلم کاغذ سنبھالے خوشیاں بانٹتی نظر آئیں شکر الحمدللہ کہ منیب کو بڑھاپے میں ہی سہی